31

ہم مقاماتِ مقدسہ کی توہین کو نہایت نفرت و حقارت سے دیکھتے ہیں

(فرمودہ مورخہ ۴ ستمبر ۱۹۲۵ء)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

میں نے پچھلے خطبہ جمعہ میں یہ ارادہ ظاہر کیا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کاموں کے متعلق کچھ بیان کروں گا لیکن طبیعت آج زیادہ خراب ہے اس لئے میں ایک اور مضمون لیتا ہوں۔ اس لئے بھی کہ وہ مختصر ہو گا اور اس لئے بھی کہ وہ وقتی معاملہ کے متعلق ہے اور ایک ایسے وقتی معاملہ کے متعلق ہے جو اس وقت نہایت ہی اہم ہو رہا ہے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ دوسرے مسلمان ہم احمدیوں کو کافر سمجھتے ہیں اور ایسا کافر سمجھتے ہیں کہ کسی کام میں بھی ہماری شمولیت نہیں چاہتے۔ لیکن جو تعلقات ہمارے اسلام سے ہیں وہ ہمیں مجبور کرتے ہیں کہ ہم ان کاموں میں دخل دیں جن کا تعلق اسلام سے ہے اور اس وجہ سے دخل دینے سے باز نہیں رہ سکتے کہ مسلمان کہلانے والے ہم سے ناراض ہیں اور وہ ہمارا دخل گوارا نہیں کرتے۔ دیکھو اگر ایک بھائی کسی مصیبت میں گرفتار ہو تو اسے اس لئے نہیں چھوڑا جا سکتا کہ وہ ہم سے ناراض ہے بلکہ انسانیت اور شرافت کا یہی تقاضا ہے کہ باوجود اس کی ناراضگی کے بلکہ باوجود اس کے ناپسند کرنے کے پھر بھی اس کی امداد کی جائے اور خاص کر اس وقت جب کہ اس کی مصیبت کا اثر خاندان تک پہنچتا ہو۔

رسول اللہ ﷺ سے ہمارا ابنیت کا تعلق ہے وہ ہمارے روحانی باپ ہیں اور ہم ان کے روحانی بیٹے ہیں دوسرے مسلمان بھی آپ سے یہ تعلق رکھتے ہیں اور وہ صحیح معنوں میں رسول کریم ﷺ کے روحانی بیٹے ہیں یا نہیں۔ بہرحال وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے روحانی بیٹے ہیں۔ پس اگر کسی باپ کے بیٹے آپس میں لڑیں بھی تو جب آپ کی عزت اور حرمت خطرہ میں

ہو اس وقت آپس کی لڑائی کی کوئی پرواہ نہیں کی جا سکتی۔

چند دن ہوئے ایک سوال پیدا ہوا ہے اور وہ مدینہ منورہ کی لڑائی کے متعلق ہے۔ اس میں ہمارے دخل دینے سے ممکن ہے مسلمان ناراض ہوں لیکن ہمیں ان کی اس قسم کی ناراضگی کی کوئی پرواہ نہیں ہمارا حق ہے کہ ہم اس معاملہ میں دخل دیں کیونکہ ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ اگر کوئی قوم رسول کریم ﷺ کی سچی فرمانبردار ہے تو وہ ہماری جماعت ہے اگر کوئی جماعت آنحضرت ﷺ کی حقیقی روحانی اولاد اس وقت ہے تو وہ ہماری جماعت ہی ہے۔ اگر آنحضرت ﷺ کی عزت پر قربان ہو جانے والے کوئی لوگ ہیں تو وہ ہم ہی ہیں پس ہم جو خیالات ظاہر کریں وہ اس حق کی وجہ سے ہیں جو رسول کریم ﷺ سے تعلق کے باعث ہمارا ہے اور آپؐ کے احترام و ادب کی ذمہ داری اگر کسی پر ہے تو وہ ہماری ہی جماعت پر ہے پس ان لوگوں کے کہنے سے ہمارا یہ حق زائل نہیں ہو جاتا اور ہم اسے چھوڑ نہیں سکتے۔

بہت سے لوگ واقف ہوں گے کہ نجدیوں کی شریفیوں کے ساتھ جو لڑائی ہو رہی ہے اس میں نجدیوں کی طرف سے مقامات مقدسہ کو بہت نقصان پہنچ رہا ہے بعض مقامات کی دیواریں شکستہ ہو گئی ہیں اور بعض کے قبے گر گئے ہیں مسجد نبوی کو بھی نقصان پہنچا ہے۔ حتیٰ کہ رسول کریم ﷺ کے روضہ مبارک کی عمارت پر بھی اثر پڑا ہے۔

لیکن افسوس ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں نے اسے پارٹیوں گروہوں اور فرقہ بندیوں کا سوال بنا لیا ہے ایک فریق مقامات مقدسہ کی توہین کے خلاف اس لئے آواز اٹھا رہا ہے کہ اسے نجدیوں سے عداوت ہے اور دوسرا فریق مقامات مقدسہ کو نقصان پہنچنے سے آگاہ ہوتا ہوا اس لئے نجدیوں کی حمائت کر رہا ہے کہ اسے خاندان شریف مکہ سے عداوت ہے جس کے خلاف نجدی برسرپیکار ہیں اور جس کی بجائے خود مدینہ پر قابض ہونا چاہتے ہیں اس طرح یہ لوگ اس نہایت اہم اور ضروری معاملہ میں دخل دے رہے ہیں اور وہ چیز جو ان دونوں گروہوں کے مدنظر ہونی چاہیے تھی وہ ان میں نہیں ہے وہ چیز ہے محبت رسول ﷺ اب یہ لڑتے تو ہیں لیکن رسول کریم ﷺ کی محبت کے لئے نہیں بلکہ اپنی اپنی ذاتی عداوت کے لئے۔ حالانکہ ایسے موقع پر ان کی یہ روش نہایت ہی معیوب ہے۔ دیکھو ایک باپ کے بیٹے آپس میں تو لڑ سکتے ہیں لیکن وہ باپ سے نہیں لڑ سکتے اور جب باپ کی عزت اور حرمت کا سوال ہو تو اس وقت ان کی لڑائی نہایت ہی شرمناک ہے۔ نجدی شریفیوں کے ساتھ تو جنگ کر سکتے ہیں اور ان پر گولہ باری بھی کر سکتے ہیں لیکن وہ یہ

کسی طرح نہیں کر سکتے کہ مقامات مقدسہ کو اس گولہ باری سے نقصان پہنچائیں اور خاص کر مسجد نبوی اور نبی کریم ﷺ کے روضہ مبارک کی ہتک کریں اور دوسرے لوگ بھی اگر ان کے دل میں رسول کریم ﷺ کی عزت ہوتی تو وہ یہ روش اختیار نہ کرتے۔ اپنی پرانی عداوتوں کی بناء پر ایک دوسرے کے خلاف اظہار غصہ کرنے لگ جاتے اور اصل معاملہ کی کوئی پرواہ ہی نہ کرتے۔

یہ تو مانا نہیں جا سکتا کہ نجدیوں نے جان بوجھ کر روضہ مبارک مسجد نبوی اور دیگر مقامات مقدسہ پر گولے مارے ہوں گے۔ کیونکہ آخر وہ بھی مسلمان کہلاتے ہیں اور نبی کریم ﷺ کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتے ہیں اور آپؐ کی عزت و توقیر کا بھی دم بھرتے ہیں لیکن باوجود ان سب باتوں کے جو کچھ ہوا ہے اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ نجدیوں نے جنگ میں صرف اسی بات کو مدنظر رکھا ہے کہ مدینہ ہم نے لینا ہے اور یہ مدنظر نہیں رکھا کہ کسی مقدس مقام کو نقصان نہ پہنچے۔ انہوں نے یہی خیال کیا کہ ہاشمیوں کو یہاں سے نکال دیں لیکن یہ خیال نہ کیا کہ ہمارے بے تحاشا گولہ باری سے روضہ رسول کریم ﷺ اور مسجد نبوی کو بھی نقصان پہنچ سکتا ہے اور دوسرے مقامات پر بھی ضربیں لگ سکتی ہیں اس طرح گو انہوں نے دیدہ دانستہ مقامات مقدسہ کو نقصان نہ پہنچایا ہو مگر ان کی بے احتیاطی سے نقصان ضرور پہنچا۔

ہندوستان کے مسلمانوں نے مقامات مقدسہ اور خاص کر روضہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کی خبروں پر جو رویہ اختیار کیا وہ محض ان کی نفسانی اغراض اور خواہشات کا عکس ہے ان کا ایک گروہ تو وہ ہے جو پیروں کا معتقد ہے یہ تو نجدیوں کے خلاف ہیں جنہیں وہابی کہتے ہیں اور دوسرا گروہ خلافت کمیٹی والوں اور وہابیوں کا ہے جو نجدیوں سے ہمدردی رکھتے ہیں۔ ایک تیسرا گروہ بھی ہے جو درمیانی ہے وہ دیوبندی ہیں جو کہلاتے تو حنفی ہیں لیکن ۹۹ فیصد وہابی ہیں۔ پچھلے دنوں جب نجدیوں اور شریفیوں میں لڑائی ہوگئی۔ پیر پرستوں نے اس بناء پر کہ نجدیوں نے قبے گرا دیئے ہیں۔ اس سوال کو فرقہ بندی کا سوال بنا دیا اور انہوں نے یہ سب کچھ محض اس لئے کیا کہ نجدی حملہ آور تھے۔ جو پیر پرستی کے سخت دشمن ہیں اس کے مقابلہ میں دوسری طرف سے بھی فرق نہ کیا گیا جو خاندان شریف کا دشمن ہے اس نے ان سب امور کے جواب کے لئے ایک ہی کام کر دیا اور کہدیا اس قسم کی سب خبریں غلط ہیں مگر دونوں فریق کی نیت صاف نہیں۔ ایک گروہ تو یہ سب کچھ وہابیوں دیوبندیوں کی مخالفت کے لئے کر رہا ہے اور دوسرا گروہ خاندان شریف کی مخالفت کے لئے۔ دونوں فریق خواہ کچھ ہی دعویٰ کریں لیکن ان کے طریق سے یہی معلوم ہو رہا ہے کہ رسول اللہ

ﷺ کی محبت درمیان میں نہیں ہے۔

خلافت کمیٹی کا ایک پرانا حربہ ہے اور وہ یہ کہ سارا قصور دوسرے کے سر پر دھر دیتی ہے میں حیران تھا کہ اس وقت تک اس نے یہ حربہ کیوں استعمال نہیں کیا مگر آخر اس نے اسے چلا ہی دیا۔ چنانچہ شوکت علی صاحب نے یہ کہہ دیا ہے کہ روضہ رسول ﷺ پر جو گولیاں لگی ہیں۔ وہ نجدیوں کی نہیں ہو سکتیں بلکہ انہی کی ہوں گی جو مدینہ پر قابض ہیں یعنی ہاشمیوں کی۔

مگر سوال یہ ہے کہ اگر ہاشمیوں کو یہ منظور تھا کہ دوسرے ممالک کے لوگوں کو نجدیوں کے برخلاف بھڑکائیں تو یہ غرض تو اس طرح بھی پوری ہو سکتی تھی کہ یونہی ایسی باتیں مشہور کرکے لوگوں میں جوش پیدا کرتے رہتے۔ گولہ باری کرکے اور نقصان پہنچا کر جوش دلانے کی کوئی ضرورت نہ تھی اور اگر مدینہ کے اردگرد کے لوگوں کو جوش دلانا مقصود تھا تو اس کے لئے خود نقصان پہنچا کر جوش دلانا ناممکن تھا کیونکہ وہ فوراً پتہ لگا سکتے اور خود مدینہ کے لوگ شہادت دے سکتے تھے کہ کس نے گولیاں چلائی ہیں۔ پس یہ بات قطعاً قابل قبول نہیں ہے کہ ہاشمیوں نے روضہ رسول کریم ﷺ پر گولیاں چلائیں اور اہل مدینہ کے حالات سے تھوڑی بہت واقفیت رکھنے والا یہ خیال بھی نہیں کر سکتا کہ وہ ایسے فعل قبیح کے مرتکب ہوئے ہوں۔ مدینہ کے لوگوں میں بیشک ہزاروں کمزوریاں ہیں مگر وہ ہمیشہ سے رسول کریم ﷺ کے عاشق اور شیدا چلے آئے ہیں اور تمام تاریخیں اس پر گواہ ہیں اور بڑے زور سے بیان کرتی ہیں کہ وہ آپ کی محبت میں سرشار ہیں اور جو محبت میں اتنے سرشار ہوں ان سے کیا امید کی جا سکتی ہے کہ وہ روضہ مبارک یا مسجد نبوی پر گولیاں چلائیں۔ دراصل یہ خوئے بدرا بہانہ ہائے بیسار کی مثال ہے کہ جرم تو کسی نے کیا اور الزام دوسروں کے سر پر دھرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ چونکہ محبت رسول کا سوال نہیں۔ امیر علی کی مخالفت کا سوال ہے اس لئے جا و بے جا ہر قسم کی حرکات کی جا رہی ہیں۔

اس وجہ سے کہ شوکت علی صاحب کے ایک بھائی جو ہمارے ساتھ شامل ہیں انہیں دیکھ کر یا اس کی وجہ سے کہ وہ اکثر قومی کاموں میں پیش پیش رہتے ہیں۔ میں سمجھتا تھا ان کے دل میں رسول کریم ﷺ کی محبت ضرور ہے۔ لیکن اس واقعہ سے میں سمجھتا ہوں شوکت علی صاحب کے دل میں حب رسول اللہ ہرگز نہیں ہے وہ ایک طرف تو روضہ رسول کی توہین کی تردید کر رہے ہیں اور دوسری طرف یہ تلقین کر رہے ہیں کہ مسلمانوں کو جوش نہیں دکھانا چاہیے۔ صبر اور تحمل سے کام لینا چاہیے اور اصل حالات معلوم ہونے تک جو خدا جانے کب معلوم ہوں۔ ایک لفظ بھی منہ سے

نکالنا چاہیے میں نہیں سمجھتا اگر کوئی کسی سے آکر کہے کہ تیرے باپ کی قبر گرا دی گئی ہے تو وہ اطمینان سے بیٹھا رہے گا اور کہے گا میں تمہاری بات پر اعتبار نہیں کرتا جب مجھے یقین آجائے گا کہ قبر گرائی گئی ہے تب جا کر دیکھوں گا۔ بلکہ اسی وقت اس کا چہرہ متغیر ہو جائے گا اور وہ دیوانہ وار بھاگ پڑے گا اسی طرح اگر ایک عورت سے کہا جائے کہ تیرے بچے کو بھینس نے مار دیا ہے تو وہ آرام سے نہ بیٹھی رہے گی بلکہ فوراً بھاگ کر اپنے بچے کے پاس پہنچنے کی کوشش کرے گی۔ حالانکہ بھینس کا بچہ کو مار دینا اتنا قرین قیاس نہیں۔ جتنا نجدیوں کی گولہ باری سے روضۃ الرسول کو نقصان پہنچنا ہے مگر اس کے متعلق کہا جاتا ہے اطمینان سے بیٹھے رہو۔

میں ان لوگوں کے ساتھ متفق نہیں جو کہتے ہیں کہ کسی صورت میں بھی حرمین پر حملہ نہیں کیا جا سکتا بلکہ میرے نزدیک ایسے حالات پیدا ہو سکتے ہیں جن میں حملہ ہو سکتا ہے لیکن مقامات مقدسہ کی حفاظت ہر حال میں لازمی ہے۔ پہلے زمانوں میں چونکہ تیروں سے جنگیں ہوا کرتی تھیں۔ اس لئے عمارتوں کا نقصان نہیں ہوا کرتا تھا لیکن اب گولوں کے ساتھ جنگیں ہوتی ہیں جن سے جانوں کا بھی نقصان ہوتا ہے اور عمارتوں کا بھی۔ اس لئے اب لڑائی کے وقت مقامات مقدسہ کے احترام کو خاص طور پر مدنظر رکھنا ضروری ہے اگرچہ ہم اپنے خیال کے مطابق مجبور ہیں کہ یہ مانیں کہ اللہ تعالیٰ خود حرمین کی حفاظت کرے گا اور انہیں گزند سے بچائے گا مگر جو مقامات مقدسہ کے احترام کا خیال رکھے بغیر گولہ باری کرتا ہے۔ وہ اپنے خیال میں انہیں گراتا ہے اور باوجود اس عقیدہ کے کہ خدا تعالیٰ انہیں محفوظ رکھے گا ہو سکتا ہے کہ انہیں نقصان پہنچ جائے۔ کیونکہ بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ایک انسان اپنے اعتقاد کے موافق خیال کرتا ہے کہ ایسا نہیں ہو گا لیکن بعض اسباب ایسے پیدا ہو جاتے ہیں اور بعض ایسے مخفی مصالح ہوتے ہیں جن تک انسانی عقل کی رسائی نہیں ہوتی۔ اس لئے ان کے ماتحت خیال کے خلاف بات ہو جاتی ہے۔ مثلاً" صحابہ خیال کرتے تھے کہ رسول کریم ﷺ فوت نہیں ہو سکتے۔ جب تک تمام کے تمام منافقین دنیا سے نابود نہ ہو جائیں لیکن خدا تعالیٰ کی مصلحت نے ان کا یہ خیال غلط ثابت کر دیا۔ رسول کریم ﷺ تو فوت ہو گئے۔ لیکن منافق باقی رہ گئے۔ صحابہ کا یہ خیال ہی اس کی وجہ ہوا کہ حضرت عمر کو حضرت نبی کریم ﷺ کی وفات کے موقع پر تلوار لے کر یہ کہتے ہوئے کھڑا ہونا پڑا کہ جو یہ کہے گا کہ نبی کریم ﷺ فوت ہو گئے ہیں میں اس کا سر کاٹ دوں گا۔[1] پس ہم یہ استدلال تو کر سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ خود حرمین کی حفاظت کرے گا لیکن اس استدلال کے غلط ہونے کی بھی گنجائش ہے۔

اگر یہ ہماری رائے کہ حرمین کی ظاہری رنگ میں حفاظت ضروری ہے۔ درست نہیں اور اس کے اندر کوئی اور بات ہو جسے ہم نہ سمجھ سکتے ہوں اور جو ہو ہماری کوششوں سے وابستہ تو ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ یہ فیصلہ کرے کہ مسلمان جب خود نہیں حفاظت کرتے تو ہم کیوں کریں لیکن خواہ کچھ بھی ہو اگر خدانخواستہ روضہ رسول کریم ﷺ کو نقصان پہنچا۔ تو صدیوں تک مسلمان دنیا کے سامنے منہ دکھانے کے قابل نہیں ہو سکتے۔ خانہ کعبہ تو کئی دفعہ گرا اور بنا۔ لیکن رسول کریم ﷺ کی قبر کو اگر نقصان پہنچا تو پھر اس کا ازالہ نہیں ہو سکتا۔

جب تک جنگوں میں گولے استعمال نہیں کئے جاتے تھے اس وقت اس کا اتنا خطرہ نہیں تھا لیکن اب جبکہ گولوں کا استعمال عام ہو رہا ہے۔ تو یہ خطرہ بھی پہلے سے زیادہ ہو گیا ہے آج کل کے توپخانہ کا گولہ تو پچاس پچاس گز زمین اڑا کر لے جاتا ہے اور نہایت گہری خندقیں پیدا کر دیتا ہے۔ جرمن اور فرانس کی جب لڑائی ہوئی تو اس میں اس قسم کے گولوں نے جو کام کئے ان سے پتہ چلتا ہے کہ جانیں تو جانیں عمارتوں کو بھی نقصان پہنچانے کے لئے یہ ایک نہایت ہی خطرناک شے ہے۔ جرمنی کے ولی عہد کو لوگ یونہی بدنام کرتے ہیں۔ دراصل وہ اپنے ملک کا بڑا خیر خواہ تھا۔ ایک دفعہ جب فرانس کے مقابلہ میں بعض مصلحتوں کی بناء پر جرمنی کو پسپا ہونے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ تو جو افسر انچارج اس وقت تھا اسے ولی عہد جرمنی نے کہا کہ تم فوج کو لیکر نکل جاؤ اور میں دشمن کے حملہ کو روکوں گا۔ یہ طریق اس لئے اختیار کیا جاتا ہے کہ فوج کا بہت بڑا حصہ صحیح و سلامت پیچھے ہٹ جائے اور تھوڑا سا حصہ دشمن کا مقابلہ کرکے واپس ہونے والی فوج پر حملہ کرنے سے روکے رکھے۔ یہ کام نہایت خطرناک اور بڑی بہادری کا ہے۔ ولی عہد جرمنی نے تھوڑی سی فوج کے ساتھ یہ کام اپنے ذمہ لیا اور اس وقت جو طریق فرانس کی فوجوں کو روکنے کا ستعمال کیا وہ یہی تھا کہ گولہ باری کرکے زمین میں اتنے اتنے گہرے گڑھے ڈال دیتا کہ فرانسیسی وہاں پہنچتے تو انہیں گڑھوں سے گزرنے کے لئے پل بنانے پڑے اس طرح انہیں دیر لگ جاتی اور ولی عہد اور پیچھے ہٹ کر پھر گڑھے ڈال دیتا اور بعض موقع پر تو اتنے گہرے گہرے گڑھے پیدا ہو جاتے کہ نیچے سے پانی نکل آتا تھا اور فرانسیسی فوج جب وہاں پہنچتی تو پھر اسے انہیں عبور کرنے کے لئے پل وغیرہ باندھنے پڑتے تھے۔ اس طرح اس نے فرانس والوں کو روکنے کی کوشش کی تو جو گولے زمین میں اتنے اتنے شگاف پیدا کر سکتے ہیں کہ زمین کے نیچے سے پانی نکل آئے۔ کیا وہ یہ نہیں کر سکتے کہ روضہ مبارک کو چکنا چور کر دیں بلکہ اس کی زمین تک کو اڑا دیں۔ پس اگر خدانخواستہ نجدیوں کی اس اندھا دھند گولہ

باری سے یہی صورت پیدا ہو جائے تو یہ دن مسلمانوں کے لئے موت کا دن ہو گا اور پھر وہ دنیا میں منہ دکھانے کے قابل نہیں رہیں گے۔

میں یہ نہیں کہتا کہ مدینہ پر چڑہائی ہو ہی نہیں سکتی۔ چڑہائی تو ہو سکتی ہے لیکن اس طرح نہیں کہ مقدس مقامات کے احترام کا خیال نہ رکھا جائے۔ جن سے مسلمانوں کی مقدس روایات وابستہ ہیں۔ وہاں اس صورت میں چڑہائی ہو سکتی ہے جب کہ وہاں کے لوگ جس کے ماتحت ہوں اس کے خلاف بغاوت کریں۔ میرے نزدیک اس صورت میں اسلامی احکام کی رو سے جائز ہے کہ وہ حملہ کر دے لیکن ایسے حملے میں بھی ان باتوں کو ضروری طور پر ملحوظ رکھنا پڑے گا کہ اس قسم کی عمارات اور دیگر آثار کو نقصان نہ پہنچے مگر اہل مدینہ نجدیوں کے ماتحت نہیں تھے جن پر حملہ کیا گیا ہے اور پھر اس میں اس قدر بے احتیاطی اور لاپرواہی دکھائی گئی ہے۔

ان نجدیوں سے تو ترک ہی ہزار درجہ بہتر تھے۔ انہوں نے جب شریف کے بغاوت کرنے کی وجہ سے مکہ پر گولہ باری کی اور ایک گولہ حرم کے قریب جا گرا اور اس کے پردے کو آگ لگ گئی تو اس پر انہوں نے فی الفور ہتھیار ڈال دیئے اور کہہ دیا کہ ہم حملہ نہیں کرتے۔ تم ہی قابض رہو لیکن نجدیوں نے جو حملہ کیا وہ نامعقول سے نامعقول آدمی کے نزدیک بھی کوئی عمدہ کام نہیں اور پھر ان کی اس گولہ باری کو دیکھ کر جس سے مقامات مقدسہ، مسجد نبوی مسجد و مزار سیدنا حمزہؓ اور پھر سب سے بڑھ کر آنحضرت ﷺ کے روضہ مبارک کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ کوئی شخص نہیں جو انہیں اچھا سمجھ سکے یا ان کے حملے کو مناسب خیال کرے۔

پس نجدیوں کے حملے نے ایک نازک حالت پیدا کر دی ہے اور اس قسم کے خطرہ کی صورت ہو گئی ہے کہ زیادہ نقصانات ہو جانے پر اگر دشمنوں کی طرف سے اعتراض ہوا تو ہمارے پاس کوئی جواب نہیں ہو گا۔ پس میں اس موقع پر خاموش رہنا پسند نہیں کرتا اور اس خطبہ کے ذریعے یہ اعلان کرتا ہوں کہ ہم نجدیوں کے اس فعل کو نہایت نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور جو لوگ ان کی تائید کر رہے ہیں ان کے سینے رسول کریم ﷺ کی محبت سے خالی سمجھتے ہیں۔

شوکت علی صاحب اخبارات میں یہ اعلان تو کر رہے ہیں کہ سیٹھ چھوٹانی نے مجھ پر حملہ کیا اور میری ماں کو گالیاں دی ہیں اور اس طرح لوگوں کی ہمدردی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اگرچہ چھوٹانی صاحب نے گالیاں دینے سے انکار کیا ہے۔ لیکن اگر یہ بات درست بھی ہو تو ان پر حملہ کرنا اور ان کی ماں کو گالیاں دینا کیا اس سے بھی بڑا ہے کہ مدینہ پر حملہ کیا جائے اور روضہ مبارک کو نقصان

پہنچایا جائے اور پھر حجازی لوگ تو نجدیوں کے باغی نہیں ہیں۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ مکہ اور مدینہ کی حرمت یکساں ہے۔ اس پر حملہ کرنا درست نہیں مگر وہ حدیثوں سے واقفیت رکھتے ہوئے اور اہلحدیث کہلا کر حملہ کرتے ہیں۔ یہ صرف ان کی نفسانیت ہے اور کوئی شخص نہیں جو ان حالات کے ماتحت یہ کہے کہ ان کی یہ کارروائی درست ہے۔ ہرگز کوئی عقلمند اسے تسلیم نہیں کر سکتا کہ اہل مدینہ نے نجدیوں کے خلاف بغاوت کی ہے لیکن اگر باغی بھی بغاوت کریں تو بھی میں کہوں گا کہ وہاں گولہ باری نہ کی جائے اور کسی اور ذریعہ سے ان کو مفتوح کیا جائے اور قابو میں لانے کی کوشش کی جائے۔ مثلاً" ان کی رسد بند کر دی جائے۔ ان کا پانی بند کر دیا جائے ان کی دوسری ضروریات کی بہم رسانی بند کر دی جائے اور ایسے طریق استعمال کئے جائیں جو مقامات مقدسہ کو تو نقصان نہ پہنچائیں لیکن ان لوگوں کو مطیع کر دیں ان باتوں کو دیکھتے ہوئے جانتے ہوئے اگر کوئی ایسا نہ کرے تو ظاہر ہے کہ اس کے اندر رسول کریم ﷺ کی محبت نہیں بلکہ نفسانیت ہے جو اسے حملہ کرنے پر اکسا رہی ہے۔

نجدی جو کچھ کر رہے ہیں۔ یہ کوئی ایسا واقعہ نہیں جو معمولی ہو بلکہ یہ واقعہ اسلام کی تاریخ میں نہایت ہی تاریک واقعہ ہے اور اس کے اثرات دیرپا اور ایسے خطرناک ہیں کہ جن کا علاج بعد میں کچھ نہیں ہو گا۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ پہلے زمانوں میں بھی ایک دوسرے پر حملے ہوتے تھے لیکن وہ حملے تیروں اور منجنیقوں سے ہوتے تھے اور ان سے اس قدر نقصان ہونے کا احتمال نہ ہوتا تھا جتنا کہ آج کل کے گولوں سے ہے۔

اخباروں میں شوکت علی صاحب کے اس بیان کو پڑھ کر تو مجھے بہت ہی تعجب ہوا کہ جو لوگ مدینہ پر قابض ہیں انہیں کی گولیاں روضہ مبارک اور مسجد نبوی وغیرہ مقدس مقامات پر لگتی ہوں گی۔ میں حیران ہوں کہ شوکت علی صاحب کو یہ کہنے کی جرأت کیونکر ہوئی۔ میرے نزدیک اور نہ صرف میرے نزدیک بلکہ تمام ان مسلمانوں کے نزدیک بھی جو رسول کریم ﷺ سے محبت رکھتے ہیں۔ نجدیوں کے بالمقابل شریف کے خاندان نے پھر بھی شرافت دکھائی جو یہ کہہ کر مکہ نجدیوں کے حوالہ کر دیا کہ ہم مکہ پر لڑائی نہیں کرتے لیکن تعجب ہے۔ نجدیوں کی تائید میں کھڑے ہو کر شوکت علی صاحب مکہ کے احترام کی وجہ سے لڑائی نہ کرنے والوں اور مکہ کا قبضہ یونہی دے دینے والوں کے متعلق کہتے ہیں کہ وہ مدینہ پر آپ گولہ باری کرتے ہیں۔ کیا اس شخص کے متعلق ایسا تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ جس نے ایک وقت محض ان مقامات کے احترام کی خاطر اور خاص کر ان مقامات کے احترام کی

خاطر جن میں کہ خدا کا رسولؐ پیدا ہوا۔ چلا پھرا۔ لڑائی کو بند کر دیا۔ وہی دوسرے وقت ایسا نامعقول ہوگیا کہ اس سارے ادب و احترام کو بالائے طاق رکھ کر آپ ہی رسول کریم ﷺ کے روضہ پر گولہ باری کرنے لگ گیا۔ میرے اس کہنے کا یہ مطلب نہیں کہ میں شریف کا مداح ہوں میں تو پچھلے دنوں شریف کے بعض نقائص اور اس کے طرز عمل کے بعض عیوب اپنے مضمون میں بیان کر چکا ہوں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس میں کوئی خوبی ہی نہیں۔ جس طرح دوسرے انسانوں میں خوبیاں بھی ہوتی ہیں اور نقائص بھی۔ اسی طرح اس میں کئی خوبیاں بھی ہیں اور نقائص بھی اور میں نے نقائص کو نقائص کی جگہ بیان کیا اور خوبیوں کو خوبیوں کی جگہ پر۔ بہرحال شریف کے لوگوں نے مکہ پر لڑائی نہ کرکے بہت بڑی شرافت سے کام لیا اور پھر ترکوں نے تو اور بھی زیادہ شرافت سے کام لیا کہ باوجود باغیوں پر حملہ آور ہونے کے جب انہیں یہ معلوم ہوا کہ اتفاقاً ان کا ایک گولہ کعبہ کے پاس جا گرا ہے جس سے اس کے پردے کو آگ لگ گئی۔ تو انہوں نے جھٹ حملہ چھوڑ دیا اور کہہ دیا ہم نہیں لڑتے۔ مگر یہ نجدی عجیب ہیں کہ قصور بھی کرتے ہیں اور پھر مکرتے بھی ہیں۔ پچھلے دنوں ان کا ایک وفد جو ہندوستان میں آیا۔ ہمارے آدمیوں کے سامنے اس نے خود اقرار کیا کہ بے شک مسجدیں بھی گرائی گئی ہیں۔ مزارات کو بھی نقصان پہنچا ہے۔ قبے بھی توڑے گئے ہیں لیکن جب وہ دوسرے لوگوں سے ملے جو نجدی کارروائیوں پر پردہ ڈالنے کی کوشش کر رہے تھے تو پھر انکار کر دیا کہ کوئی مسجد نہیں گرائی گئی۔ کسی مزار کو نقصان نہیں پہنچایا گیا۔ کوئی قبہ مسمار نہیں کیا گیا۔

یہ سوال کہ قبے جائز ہیں یا نہیں اور بات ہے۔ رسول کریم ﷺ کے مقبرے کا سوال سیاسی ہے۔ یہ سیدھا سادہ مقبرہ ہے۔ جو اسلئے نہیں بنایا گیا کہ اس کی پرستش کی جائے بلکہ اس کی یہ غرض ہے کہ لوگوں کو شرک سے روکا جائے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ بعض لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی قبر کے بالکل قریب ہو کر اپنے جوش کو نہ روک سکیں اور قبر سے لپٹ جائیں۔ یا مٹی سے ہاتھ مل کر منہ پر یا بدن پر پھیرنے لگیں یا بطور تبرک مٹی ہی اپنے ساتھ لے جائیں۔ جیسا کہ عام بزرگوں کی قبروں کے متعلق ہوتا ہے۔ اس وجہ سے رسول کریم ﷺ کی قبر کے اردگرد چار دیواری کھینچ دی گئی۔ تاکہ لوگ اس قسم کے شرک میں مبتلا ہونے سے بچیں اور گنبدوں اور قبوں کا بنانا بھی حفاظتی ہے نہ کہ نمائش کے لئے اور پھر اس زمانہ میں جب کہ ہوائی جہاز نکل آئے ہیں۔ ان کی اور بھی ضرورت ہے۔ مثلاً" اگر ان کو نہ بنایا جائے تو عیسائی یا کوئی اور دشمن اسلام قوم اگر چاہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کے مزار کو ہوائی جہازوں اور توپ کے گولوں سے نعوذ باللہ اڑا

دے۔ تو کیا اس کے لئے آسان نہ ہوگا لیکن اس صورت میں جب کہ گنبد وغیرہ سے محفوظ کیا گیا ہے۔ اس ارادہ کو وہ آسانی کے ساتھ پورا نہیں کر سکتے ایسے موقع پر اگر کوئی کہہ دے کہ یہ شرک ہے یا اس کا بنانا ناجائز ہے۔ تو درست نہ ہوگا۔ کیونکہ اس صورت میں نہ یہ ناجائز ہوگا اور نہ ہی شرک بلکہ ضروری ہوگا۔

یہاں بھی ایک دفعہ جب خطرہ پیدا ہوا تو ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار پر کچی چار دیواری کھینچ دی اور اوپر گیلیاں ڈال دیں کوئی نہیں کہہ سکتا کہ یہ آرائش کے لئے کیا گیا تھا۔ اس لئے یہ شرک بھی نہیں اور ناجائز بھی نہیں۔ شرک تو تب ہوتا اگر ہم نے اس پر طرح طرح کی گلکاری کی ہوتی اور بیل بوٹے بنائے ہوتے۔ اور اسے سجایا بنایا ہوتا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ بغیر ضرورت کے بنایا ہوتا یہ تو صرف حفاظت کے لئے تھا۔ نہ کہ شرک کے لئے۔ پس آنحضرت ﷺ کا مقبرہ حفاظت کی غرض سے بنایا گیا تھا۔ ایسا ہی دوسرے مقبروں کے لئے بھی ہے کہ اگر ان کی حفاظت کے لئے ضرورت ہو تو قبے بنانے جائز ہیں لیکن میں کہتا ہوں اگر یہ بھی جائز نہ ہوتا تو بھی نجدیوں کو کوئی حق نہیں ہے کہ قبوں کو مسمار کریں جبکہ بہت سے لوگ موجود ہیں جو ان کا بنانا جائز سمجھتے ہیں۔ ورنہ جس اصول کے ماتحت نجدی انہیں گرانا چاہتے ہیں۔ اگر ایسے ہی اصول رکھنے والی قوم کا ہند پر غلبہ ہو جائے تو پھر تو تمام مندر گرائے جائیں۔ تمام گردوارے مسمار کر دیئے جائیں۔ تمام گرجے ڈھا دیئے جائیں۔ غرض ہر ایک مذہب کا معبد اور اس کے بزرگوں کے آثار کو توڑ دیا جائے۔ صرف اس بناء پر کہ یہ ان کے نزدیک جائز نہیں۔ ہم بھی بلا ضرورت قبے بنانا جائز نہیں سمجھتے۔

اس جگہ بعض طبائع میں یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ اگر احمدی ایسے موقع پر ہوتے تو کیا کرتے۔ اس کا جواب یہ ہے ہم اس قسم کی باتوں میں اس طرح دخل نہ دیتے بلکہ وعظ و نصیحت سے سمجھاتے کہ ہر قبر پر قبہ جائز نہیں اور قبروں کی پرستش تو سخت گناہ ہے۔ نجدیوں کو یہ تو حق ہے کہ وہ اپنے آدمیوں میں سے اگر کسی کو شرک کرتے دیکھیں تو اسے سزا دیں لیکن وہ یہ نہیں کر سکتے کہ غیروں کو سزا دیں یا ان کے ایسے مقامات کی ہتک کریں جو ان کے نزدیک واجب التعظیم ہیں۔ پس اگر ہمارا تصرف ایسے ملکوں پر ہو جائے۔ تو ہم ان کو سمجھاتے رہیں گے کہ شرک نہ کریں۔ لیکن یہ نہ کریں گے کہ ان کو قتل کرنا شروع کر دیں یا ان کی مساجد و مقابر کو گراتے پھریں۔

گو میں سمجھتا ہوں قبے بنانے ناجائز ہیں مگر ہر جگہ نہیں بلکہ ضرورت کے وقت جائز ہیں۔ اگر

ان سے مراد قبر کی حفاظت نہیں تو ناجائز ہیں۔ یا ان کے لئے ناجائز ہیں جو ہر حال میں ناجائز سمجھتے ہیں مگر خواہ کچھ ہی ہو ان کا یہ کام نہیں کہ ان کو توڑیں۔ اس معاملے میں ہم نجدیوں کے ساتھ اتفاق کرتے ہیں کہ قبے بلا ضرورت بنانے ناجائز ہیں اور شرک میں داخل ہیں لیکن اس معاملہ میں ہم ان کے ساتھ اتفاق نہیں کرتے کہ ان کا توڑنا اور گرانا بھی درست ہے۔

جو شخص جس قوم میں ہے جب تک وہ اس کے اندر ہے اور جب تک وہ اپنے آپ کو کسی اور قوم کی طرف منسوب کرکے بدنام نہیں کرتا تب تک وہ اسی کے عقائد اور خیالات کے مطابق پوچھا جائے گا اور اس کے بقیہ افراد اسے اس بات پر مجبور کرسکتے ہیں کہ وہ ان باتوں کو ترک کردے جو اس کے اپنے عقائد کے لحاظ سے بھی درست نہیں لیکن کوئی اور اسے نہیں مجبور کرسکتا مثلاً کوئی شخص اگر احمدی ہو کر قبر پرستی کرے تو ہم اسے مجبور کرسکتے ہیں کہ وہ اس شرک کو چھوڑ دے اور اس وقت تک ہم اسے مجبور کرسکتے ہیں جب تک کہ وہ اسے چھوڑتا نہیں یا اپنے آپ کو احمدیت سے الگ کرکے کسی اور گروہ کے ساتھ مل نہیں جاتا لیکن اگر ایک حنفی ایسا کرے تو ہمارا کوئی حق نہیں ہم اسے اس سے زبردستی روکیں۔ حنفی اگر قبے بناتے ہیں تو ان کے خیال کے مطابق وہ درست ہوں گے لیکن ظاہر یہی ہوتا ہے کہ قبوں کا بلا ضرورت بنانا شرک کی ایک قسم کو پیدا کرنا ہے اور نجدی اگر زیادہ سے زیادہ کچھ کرسکتے تھے تو یہ کرسکتے تھے کہ لوگوں کو بشرطیکہ وہاں شرک ہوتا ہو شرک سے روکتے نہ کہ نفسانیت کا شکار ہو کر ان کو توڑتے پھوڑتے اور اس توڑنے پھوڑنے میں ایسے اندھے ہو جاتے کہ مساجد اور روضہ نبوی ﷺ کو بھی نقصان پہنچانے سے خوف نہ کھاتے۔

اس بات میں نہ کسی حدیث کا دخل ہے اور نہ سنت کا دخل ہے۔ نہ قرآن شریف کا دخل ہے اور نہ کسی اور بات کا دخل ہے کہ قبے مت بناؤ اور قبروں کو پکا مت کرو اس میں صرف ضرورت کا دخل ہے اگر ضرورت ایسی ہے کہ ان کے بنائے بغیر قبر محفوظ نہیں رہ سکتی تو بہرحال ان کو بنانا پڑے گا۔

بے شک پکی قبر بنانا منع ہے لیکن اگر کسی جگہ سیلاب آتا ہو یا کوئی اور ایسی بات پیدا ہوتی ہو جس سے لاش کی حفاظت نہ ہو سکتی ہو اور قبر کے گر جانے کا خطرہ لاحق ہو تو وہاں قبر کا پکا بنالینا جائز ہے اور پھر کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ اسے کیوں پکا بنایا یا اس کے پکا بنانے سے شرک پیدا کیا۔ کیونکہ اصل غرض تو وہاں لاش کی حفاظت ہے لیکن عام صورتوں میں قبر کا پکا بنانا منع ہے لیکن جس طرح پکی قبر بنانا منع ہے اسی طرح مردہ کو باہر پھینکنا یا اس کی ہتک ہونے دینا بھی منع ہے۔ اس لئے ہم کہیں

گے اگر لاش کو نقصان پہنچتا ہے تو پکی قبر بنا لی جائے اگر یہ خطرہ ہے کہ کوئی اس کی قبر کو نقصان پہنچائے گا تو اس سے بھی زیادہ حفاظت کر لی جائے خواہ لوہے کا جنگلا بنوا لیا جائے خواہ سیسہ گلا کر ارد گرد ڈلوا دیا جائے لیکن اگر کوئی زینت یا آرائش وجہ ہے تو اس کے لئے قبر کا پکا بنانا ناجائز ہے۔

ہماری ان باتوں کو دیکھ کر نجدیوں کے حامی کہیں گے یہ بھی شریف علی کے آدمی ہیں لیکن اگر رسول اللہ ﷺ کی توقیر کے متعلق آواز اٹھاتے ہوئے شریف کا آدمی چھوڑ کر شیطان کا آدمی بھی کہدیں تو کوئی حرج نہیں۔ ہم تو رسول اللہ ﷺ کی خاطر سب سے محبت رکھتے ہیں۔ یہاں تک کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی اگر کوئی محبت رکھتے ہیں۔ تو صرف اس لئے کہ وہ رسول کریم ﷺ کے غلام تھے اور آپ کو جو کچھ حاصل ہوا۔ اسی غلامی کی وجہ سے حاصل ہوا حضرت مسیح موعود آپؐ کی ظلیت اور صفات سے ایسا حصہ رکھتے تھے کہ دنیا کے سردار بن گئے بیشک ہم قبوں کی یہ حالت دیکھ کر خاموش رہتے لیکن رسول کریم ﷺ کی محبت اور عزت کی خاطر ہم آواز بلند کرنے کے لئے مجبور ہو گئے ہیں۔ آج اگر ہماری حکومت ہوتی تو ایک دن کے لئے بھی ہم خاموش نہ رہتے اور فوراً" ہم ان لوگوں کو روکتے جو مقامات مقدسہ کی ہتک کر رہے ہیں ہم ان کی لڑائی میں دخل نہ دیتے لیکن انہیں مساجد کے منہدم کرنے اور مقامات مقدسہ کے مسمار کرنے سے باز رکھنے کی ضرور کوشش کرتے۔

میں اس موقع پر یہ کہنے سے نہیں رک سکتا۔ کہ شیعوں نے اس وقت اچھا نمونہ دکھایا ہے تمام شیعوں نے اظہار نفرت کیا ہے۔ ایران کی گورنمنٹ نے تو مصریوں سے بھی پہلے پروٹسٹ کیا ہے اور مصریوں سے زیادہ زور دار کیا ہے۔ وہاں کے وزیر اعظم نے کہا ہے کہ ہم ہر ممکن کوشش کریں گے کہ ابن سعود کو مقامات مقدسہ کی توہین سے روکیں۔ مصریوں نے بھی تار دیا ہے لیکن وہ ایرانیوں سے پیچھے بولے ہیں۔

ہمارے پاس کوئی طاقت نہیں جس سے ہم نجدیوں کے ہاتھ روک سکیں ہاں ہمارے پاس سہام اللیل ہیں۔ پس میں نصیحت کرتا ہوں کہ رسول کریم ﷺ کے مزار مقدس اور مسجد نبوی اور دوسرے مقامات کو اس ہتھیار سے بچائیں۔ ہماری جماعت کے لوگ راتوں کو اٹھیں اور اس بادشاہوں کے بادشاہ کے آگے سر کو خاک پر رکھیں۔ جو ہر قسم کی طاقتیں رکھتا ہے اور عرض کریں کہ وہ ان مقامات کو اپنے فضل کے ساتھ بچائے۔ دن کو گڑگڑائیں تاکہ خدا تعالیٰ ان لوگوں کو اس بات کی سمجھ عطا فرمائے کہ ان کے انہدام سے ہاتھ کھینچ لیں کیونکہ ان کے ساتھ روایات اسلامی کا تعلق

ہے۔

عمارتیں گرتی ہیں اور ان کا کوئی اثر نہیں ہوتا لیکن ان عمارتوں کے ساتھ اسلام کی روایات وابستہ ہیں۔ پس ہمیں دن کو بھی اور رات کو بھی۔ سوتے بھی اور جاگتے بھی دعائیں کرنی چاہئیں کہ خدا تعالیٰ اپنی طاقتوں سے اور اپنی صفات کے ذریعے ان کو محفوظ رکھے اور ہر قسم کے نقصان سے بچائے۔

میں یہ بھی نصیحت کرتا ہوں کہ تفرقہ اور نفاق سے بچو۔ دیکھو تفرقہ اور نفاق کس قدر نقصان پیدا کر دیتا ہے۔ یہ بغض کا ہی نتیجہ ہے ورنہ نجدی اگر بغض میں نہ ہوتے اور لڑ نہ رہے ہوتے تو وہ بھی کبھی اس بات کو نہ دیکھ سکتے کہ رسول کریم ﷺ کے روضے کی اس طرح توہین ہو ان کے دل میں رسول کریم ﷺ کی محبت تو ہے لیکن وہ اس بغض کے نیچے دب گئی ہے۔ دیکھو ایسا نہ ہو تم میں سے بھی کسی شخص کی محبت بغض کے نیچے دب جائے۔ اپنے غصوں کو دباؤ۔ غضب کو پیدا نہ ہونے دو۔ بغضوں سے دلوں کو خالی کردو اور اپنی ہر حرکت و سکون شریعت کے ماتحت رکھو اور تمہاری روحانیت تمام جوشوں پر اور تمام غصوں پر غالب رہے تا ہم سب خدا کی حفاظت میں ہوں اور اس کے ناراض کرنے والے کاموں سے بچیں۔ آمین

(الفضل ۱۰ ستمبر ۱۹۲۵ء)

۱۔ سیرت ابن ہشام القسم الثانی مقالۃ عمرؓ بعد وفاۃ الرسول ﷺ

۲۔ مسلم بروایت مشکوٰۃ کتاب المناسک باب فی حرم مکۃ والمدینۃ